ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں
(۱۹۱۲ء-۲۰۰۵ء)

جبل پور میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۸ء میں انجمن اسلامیہ ہائی سکول جبل پور سے نویں جماعت پاس کر کے علی گڑھ چلے گئے۔ علی گڑھ یونی ورسٹی سے ایل ایل بی، ایم اے اردو، ایم اے فارسی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ۱۹۴۷ء میں پی ایچ ڈی (اردو) کیا۔ ناگ پور یونی ورسٹی سے ۱۹۵۹ء میں ڈی لٹ کی ڈگری حاصل کی۔ عملی زندگی کا آغاز کنگ ایڈورڈ کالج امروتی سے بطور لیکچرار کیا۔ پاکستان بننے کے بعد اردو کالج کراچی سے وابستہ ہوئے۔ سندھ یونی ورسٹی میں صدر شعبۂ اردو کے طور پر خدمات انجام دیں۔ انھیں ستارۂ امتیاز، نقوش ایوارڈ، اقبال ایوارڈ اور نشانِ سپاس ملا۔

انھوں نے مذہب، پاکستانیات، ادب، تصوف اور اخلاق جیسے موضوعات پر لکھا۔ ان کی تحریریں زیادہ تر معرّب و مفرّس ہوتی ہیں۔ عام قارئین کے لیے لکھے گئے مضامین و کتب کی زبان سادہ، سلیس اور عام فہم ہے۔ انھوں نے اردو، فارسی، عربی اور انگریزی زبانوں میں سو سے زیادہ کتب تصنیف کیں۔ ان کی کتب میں سید حسن غزنوی، حیات اور کارنامے، سراج البیان، اقبال اور قرآن اور تنقید و تحقیق اہم ہیں۔

نظریۂ پاکستان

تدریسی مقاصد

۱۔ طلبہ کو نظریۂ پاکستان کے مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو پاکستان کی تشکیل کے مقاصد سے واقفیت دلانا۔
۳۔ طلبہ کو تشکیلِ پاکستان میں حصہ لینے والی اہم شخصیات کے کارناموں سے رُوشناس کرانا۔

مسلمانوں نے ہمیشہ رواداری کو اپنا شیوہ بنایا ہے لیکن جب کفر والحاد غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو مسلمان اس کے مقابلے کے لیے ڈٹ کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ بادشاہ اکبر کی بے جا رواداری اور ملکی سیاست میں ہندوؤں کے عمل دخل کی وجہ سے ملک میں کافرانہ طور طریقے اس قدر رائج ہو گئے تھے کہ مسلمانوں کی آزادی خود ان کے دینی معاملات میں بھی ختم ہو گئی تھی۔ چناں چہ اکبر کے آخری دور میں اسلام کی سربلندی کے لیے حضرت مجدد الف ثانیؒ[۱] کھڑے ہوئے۔ آپ نے جہانگیر کے زمانے میں محض دین کی خاطر قید و بند کی سختیاں جھیلیں اور اسلامی قدروں کو نئے سرے سے فروغ دیا۔ ان کے اثر سے شاہ جہاں اور اس کے بعد اس کا بیٹا اورنگ زیب، دین کا خادم بنا لیکن اورنگ زیب کے بعد ہی اس کے بیٹوں کے باہمی نفاق اور کمزوری کی وجہ سے مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا۔ مرہٹوں اور ہندوؤں کے کئی گروہوں نے سر اٹھایا۔ انگریزوں نے اپنے قدم جمائے اور ملک میں انتشار پھیل گیا لیکن ایسے گئے گزرے حالات میں بھی قوم کو فروغ دینے اور اسلام کو سربلند کرنے کے لیے کوششیں جاری رہیں۔ چنانچہ میسور کے سلطان حیدر علی اور اس کے بیٹے سلطان ٹیپو نے نہ صرف ہندوؤں اور انگریزوں کا مقابلہ کیا بلکہ افغانستان، ترکی اور پھر فرانس کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی لیکن ملک کے دوسرے سرداروں نے ساتھ نہیں دیا اور انھیں کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔

اسی زمانے میں شاہ ولی اللہ دہلویؒ[۲] اور ان کے صاحبزادوں نے مسلمانوں کی اخلاقی اور معاشرتی برائیوں کو دور کرنے کی تحریک شروع کی۔ پھر ان کے پوتے شاہ اسمٰعیلؒ نے اپنے مرشد سید احمد بریلویؒ کے ساتھ اسلامی اصولوں کو دوبارہ رائج کرنے اور ملک کو غلامی سے آزاد کرانے کی کوشش میں ۱۸۳۱ء میں اپنی جانیں قربان کر دیں۔ تاہم انھوں نے مسلمانوں کے دلوں میں جوش اور ولولہ پیدا کر دیا تھا۔ چناں چہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں مسلمانوں نے پھر اپنے قدم جمانے کی کوشش کی لیکن انگریزی اقتدار مستحکم ہو چکا تھا، اس لیے انھیں کامیابی نہ ہو سکی۔ اس زمانے میں سرسید نے مجبوراً انگریزوں سے مفاہمت کو غنیمت جانا اور مسلمان

۱۔ مجدد الف ثانی (۱۵۶۴ء۔۱۶۲۴ء) نقشبندی سلسلے کی اہم شخصیت
۲۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۷۰۳ء۔۱۷۶۳ء) عالم دین، محدث، مصلح

قوم کی اخلاقی اور تہذیبی اصلاح پر توجہ دی اور ان کے دلوں سے احساسِ کمتری کو دور کرنے کی کوشش بھی کی۔ ۱۸۸۵ء میں ہندوؤں نے کانگریس کی بنیاد ڈالی اور ظاہر یہ کیا کہ وہ ملک کی تمام قوموں کو ان کے حقوق دلوائیں گے لیکن بعد میں پتا چلا کہ وہ صرف اپنے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں کو ان کے کاروبار سے محروم کرنے کی کوشش کی اور وہ سرکاری ملازمتوں پر بھی قابض ہوگئے۔ نیز انھوں نے مسلمانوں کی مشترکہ زبان اردو کے مقابلے میں ہندی کو قائم کر دیا۔ سرسید نے مسلمانوں کو ہندوؤں کی کانگریس اور ان کی سیاست سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی اور ان کے ایک دوست مولانا محمد قاسمؒ نے دیوبند میں مسلمانوں کی دینی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ پھر سرسید کے ایک رفیق نواب وقارالملک نے ۱۹۰۶ء میں کُل ہند مسلم لیگ کے نام سے مسلمانوں کی ایک الگ تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ یہ تنظیم ڈھاکے میں قائم ہوئی تھی، جہاں ہندوؤں نے سازش کر کے مسلمانوں کو زک پہنچانے کے لیے مشرقی بنگال اور آسام کا وہ صوبہ جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی، ختم کرا دیا۔ ۱۹۱۱ء میں اسی علاقے کو پھر بنگال میں شامل کرا دیا۔

اسی زمانے میں پہلی جنگِ عظیم ① چھڑ گئی جس میں انگریز کا مقابلہ جرمنی سے ہوا اور ترکی نے جرمنی کا ساتھ دیا۔ ہندوستان کے مسلمان چوں کہ ترکی کے سلطان کو حجاز کی خدمت کرنے کی وجہ سے خلیفۂ اسلام سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے مالی اور طبی امداد بہم پہنچائی، جس کی وجہ سے حکومتِ برطانیہ کو مسلمانوں سے عناد پیدا ہو گیا لیکن اُنھوں نے یہاں کے مسلمانوں سے وعدہ کیا کہ اگر ہم کو اس جنگ میں فتح حاصل ہو گی تو ہم کسی طرح بھی ترکی کو مزید نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ یہ وعدہ محض فریب تھا، چناں چہ جب انگریزوں کو فتح حاصل ہوئی تو وہ اپنے وعدے سے پھر گئے اور اُنھوں نے ترکی ② کی وسیع سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے۔ یہاں کے مسلمانوں کو اس فریب کی وجہ سے بہت تکلیف پہنچی اور اُنھوں نے خلافت کے تحفظ کے لیے مولانا محمد علی جوہرؒ اور ان کے بڑے بھائی مولانا شوکت علیؒ کی رہنمائی میں تحریکِ خلافت شروع کی۔ اس زمانے میں ہندوؤں نے مسلمانوں کو ہندو بنانے کے لیے شُدھی کی تحریک شروع کی اور ان کو ختم کرنے کے لیے سنگھٹن کی تحریک بھی شروع کی پھر ۱۹۲۸ء میں کانگریس نے جو نہرو رپورٹ شائع کی، اس میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ نمایندگی کا اصول، جو وہ بارہ سال پہلے تسلیم کر چکی تھی، بالکل نظر انداز کر دیا۔ پھر تو مسلمانوں میں بڑا جوش پیدا ہوا اور انھیں یقین ہو گیا کہ چوں کہ ان کا دین، ان کی تہذیب اور ان کی معاشرت سب کچھ غیر مسلموں سے مختلف ہے، اس لیے کسی حالت میں ہندوؤں سے تعاون نہیں ہو سکتا۔ چناں چہ ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے الہ آباد والے اجلاس میں علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن (پاکستان) بنانے کی تجویز پیش کی۔ چار سال کے بعد جب قائداعظم محمد علی جناحؒ نے مسلم لیگ کی صدارت کا مستقل طور پر عہدہ قبول کیا تو اُنھوں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش شروع کر دی۔ آخر کار ۲۳۔ مارچ ۱۹۴۰ء کو انھوں نے لاہور کے اجلاس میں واضح طور پر اعلان کر دیا کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی

۱۔ جنگِ عظیم اول (۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی اور ۱۹۱۹ء میں ختم ہوئی)

۲۔ مراد خلافتِ عثمانیہ ہے

اکثریت ہے، وہاں ایک آزاد مسلم ریاست قائم کی جائے۔ اس اعلان کو ''قراردادِ پاکستان'' کہتے ہیں، جس کی رُو سے مسلمانوں کی آزاد اور خود مختار حکومت قائم کرنے کا فیصلہ ہوا۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ دنیا میں قومیت کی تشکیل کی دو بنیادیں ہیں: ایک وہ جو مغربی مفکرین نے قائم کی ہے۔ دوسری وہ جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قائم کی ہوئی ہے۔ اہلِ مغرب نے خاندانی، نسلی اور قبائلی بنیادوں میں ذرا وسعت پیدا کر کے قومیت کی بنیادیں جغرافیائی حدود پر استوار کیں اور کہا کہ قوم وطن سے بنتی ہے۔ اس نظریے کی وجہ سے دنیا کے انسانوں کے درمیان تباہی کا جو دروازہ کھلا، وہ دو عالمی جنگوں کے ہونے سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہ وطنی قومیت ہی کی بنیاد پر لڑی گئی تھیں اور یہ وطنی قومیت جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو تحفظ دینے میں تو بالکل ہی ناکام تھی، کیوں کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان اس نظریے کے تحت ایک مجبور اقلیت بن جاتے۔

قومیت کی دوسری بنیاد وہ ہے جو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملتِ اسلامیہ کی تشکیل کرتے وقت قائم فرمائی اور جو مغرب کے تصورِ قومیت سے جدا ہے، جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے بھی فرمایا ہے:

اپنی مِلّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِؐ ہاشمی
ان کی جمعیّت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمعیّت تری

مسلمانوں کی قومیت ایک نظریاتی قومیت ہے جو لا الٰہ الا اللہ پر قائم ہے، یعنی یہ کہ نسل، رنگ اور وطن کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک نظریے، ایک عقیدے، ایک کلمے کی بنیاد پر وجود میں آئی ہے اور اس نظریاتی پہلو کو نمایاں کرنے کے لیے اسے ملّت کہا گیا ہے۔ ایسی نظریاتی قومیت میں ہر نسل، ہر رنگ اور ہر جغرافیائی خطّے کے لوگوں کے لیے جگہ ہوتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کو، جن میں ہر نسل، ہر رنگ اور مختلف جغرافیائی خطّوں کے لوگ شامل تھے، ایک ایسی قوم کے ماتحت اقلیت بن کر رہنا منظور نہ تھا جو اسلامی قومیت کے برعکس ذات پات، چھوت چھات اور بت پرستی کے بندھنوں میں جکڑی ہوئی تھی۔ چناں چہ اُنھوں نے اپنی جداگانہ قومیت یعنی اسلامی قومیت کی بنیاد پر اپنے لیے ایک جدا وطن کا مطالبہ کیا، جس میں وہ اپنے عقیدے، اپنے نظریۂ زندگی، اپنے طرزِ معاشرت کے مطابق زندگی بسر کر سکیں اور ایک مسلمان کی حیثیت سے دورِ جدید کے چیلنج کا مقابلہ کر کے اپنے مستقبل کو سنوار سکیں۔

ہمیں اس بات کو بھی اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ نظریۂ پاکستان میں اسلامی زندگی اور قدروں کا تصور بنیادی

حیثیت رکھتا ہے۔اخوت، مساوات، عدل، دیانت، خداترسی، انسانی ہمدردی اور عظمتِ کردار کے بغیر نظریۂ پاکستان کو فروغ نہیں ہوسکتا۔نظریۂ پاکستان کا مقصد محض ایک حکومت قائم کرنا نہیں تھا کیوں کہ مسلمانوں کی حکومتیں ایشیا اور افریقہ میں پہلے سے موجود تھیں۔نظریۂ پاکستان کا مقصد اسلامی اصولوں کی ترویج واشاعت اور اہلِ عالم کے لیے مثالی مملکت کا نمونہ فراہم کرنا ہے۔

پاکستان قائم کرنے کا فیصلہ ہندوؤں کو بہت ناگوار گزرا۔اُنھوں نے پوری کوشش کی کہ یہ مملکت قائم نہ ہونے پائے۔ان کے پاس دولت اور طاقت تھی۔جنوبی ایشیا میں ان کی اکثریت تھی لیکن چوں کہ قیامِ پاکستان کا مطالبہ حق اور انصاف پر مبنی تھا اس لیے حکومتِ برطانیہ کو مجبور ہونا پڑا اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کی پُرخلوص قیادت، مسلمانوں کے یقین، اتحاد اور عملِ پیہم کی وجہ سے ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان معرضِ وجود میں آ گیا۔

پاکستان نے اپنے قیام سے اب تک بڑی ترقی کی ہے اور اس کا شمار دنیا کے اہم ملکوں میں ہوتا ہے۔اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ پاکستان اور زیادہ ترقی کرے اور ہمیشہ ترقی کرے تو ہمیں نظریۂ پاکستان کو ہر وقت پیشِ نظر رکھنا پڑے گا۔اس کی بدولت ہم پاکستان کو زیادہ مستحکم اور شان دار بنا سکتے ہیں۔

نظریۂ پاکستان کا مقصد پاکستان کو ایک اسلامی اور فلاحی مملکت بنانا ہے۔ہمیں ایسا کوئی قدم نہیں اُٹھانا چاہیے، جس کی وجہ سے خُدا اور اس کے رسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے۔ہمارا جینا اور مرنا پاکستان کے لیے ہونا چاہیے۔قومی مفاد کے سامنے ذاتی مفاد کو دل سے نکال دینا چاہیے۔ہر قسم کی گروہ بندی سے بالاتر ہو کر تمام پاکستانیوں کی فلاح و بہبود کی کوشش کرنا نظریۂ پاکستان کو فروغ دینا ہے۔اگر ہم نے نظریۂ پاکستان کو پیشِ نظر رکھا اور اپنی سیرت اور کردار کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی تو دنیا کی دوسری قوموں میں بھی ہمیں امتیاز حاصل ہوگا اور ہم اسلامی اُصولوں کی روشنی میں پاکستان کو توانا، مستحکم، شان دار اور پُرعظمت بنانے میں پوری طرح کامیاب ہوں گے، اِن شاءاللّٰہ۔

مشق

۱۔ درجِ ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

(الف) مسلمانوں کو اپنے دینی معاملات میں اپنی آزادی کب ختم ہوتی نظر آئی؟

(ب) سلطان ٹیپو اپنی جدوجہد میں کیوں کامیاب نہ ہوسکا؟

(ج) تحریکِ خلافت کیوں شروع کی گئی؟

(د) علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کے لیے الگ وطن کا مطالبہ کب اور کہاں کیا؟

(ہ) اہلِ مغرب نے قومیت کی بنیاد کس پر رکھی ہے؟
(و) مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد کیا ہے؟
(ز) نظریۂ پاکستان کا مقصد کیا ہے؟
(ح) شُدّھی اور سنگھٹن کی تحریکوں کے مقاصد کیا تھے؟

۲۔ درجِ ذیل الفاظ و مرکّبات کو جملوں میں استعمال کریں:

کفر و الحاد، نفاق، ولولہ، مستحکم، زک، خود مختار، جمعیّت، اخوت، عملِ پیہم، فلاح و بہبود

۳۔ سبق کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

۴۔ سبق کے متن کے پیشِ نظر درجِ ذیل میں سے درست جواب پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) سبق کے مصنف کا نام کیا ہے؟
(i) ڈاکٹر سید عبداللہ (ii) ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں (iii) سر سید احمد خاں (iv) جمیل الدین عالی

(ب) اکبر کے دور میں دین کی سربلندی کے لیے کس نے سختیاں جھیلیں؟
(i) حضرت مجدد الف ثانیؒ (ii) شاہ ولی اللہؒ (iii) سید احمد بریلویؒ (iv) شاہ اسمٰعیل شہیدؒ

(ج) سید احمد بریلویؒ اور شاہ اسمٰعیلؒ کب شہید ہوئے؟
(i) ۱۸۲۱ء میں (ii) ۱۸۳۱ء میں (iii) ۱۸۴۱ء میں (iv) ۱۸۵۷ء میں

(د) کانگریس کب قائم ہوئی؟
(i) ۱۸۸۵ء میں (ii) ۱۸۸۶ء میں (iii) ۱۸۹۵ء میں (iv) ۱۹۰۶ء میں

(ہ) مسلم لیگ کس نے قائم کی؟
(i) سر سید احمد خاں (ii) نواب محسن الملک (iii) قائدِ اعظمؒ (iv) نواب وقار الملک

(و) مصنف نے دنیا میں قومیت کی تشکیل کی کتنی بنیادیں بتائی ہیں؟
(i) ایک (ii) دو (iii) چار (iv) آٹھ

۵۔ سبق کے متن کو ذہن میں رکھ کر درست اور غلط پر نشان (✓) لگائیں:

(الف) مسلمان کفر و الحاد کا غلبہ ہوتے دیکھ کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ درست/غلط
(ب) شاہ اسمٰعیلؒ، سید احمد بریلویؒ کے مرشد تھے۔ درست/غلط

(ج) سرسید نے مجبوراً انگریزوں سے مفاہمت کو غنیمت جانا۔ درست/غلط

(د) پہلی جنگِ عظیم میں ترکی نے انگریز کا ساتھ دیا۔ درست/غلط

(ہ) ترکی کو نقصان نہ پہنچانے کا وعدہ فریب ثابت ہوا۔ درست/غلط

(و) مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مغرب کے تصورِ قومیت سے مختلف ہے۔ درست/غلط

٦۔ کالم (الف) کا ربط کالم (ب) سے کیجیے:

کالم (الف)	کالم (ب)
۱۹۳۰ء	شہادت شاہ اسمٰعیلؒ
کانگریس	اسلامی زندگی
مسلم لیگ	الہ آباد
۱۸۳۱ء	۱۸۸۵ء
نظریۂ پاکستان	۱۹۰۶ء

٧۔ سبق میں مذکور شخصیات میں سے کسی ایک شخصیت پر مختصر نوٹ لکھیں۔

☆☆☆

سرگرمیاں

١۔ مشاہیرِ تحریکِ پاکستان کا تصویری چارٹ بنا کر جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔

٢۔ قیامِ پاکستان کے مقاصد کی ایک فہرست بنائیں اور جماعت کے کمرے میں دیگر طلبہ کو سنائیں۔

اساتذہ کرام کے لیے

١۔ طلبہ پر دو قومی نظریے کا پس منظر واضح کیا جائے۔

٢۔ تحریکِ پاکستان کے قائدین کے کارناموں سے طلبہ کو مطلع کریں۔

٣۔ قومیت کی بنیادیں کیا ہوتی ہیں، طلبہ کو آگاہ کریں۔

٤۔ تشکیلِ پاکستان میں طلبہ کے کردار سے اپنے طلبہ کو آگاہ کریں۔

☆☆☆